امر جلیل

(پیدائش: ۸ نومبر ۱۹۳۶ء)

امر جلیل کا اصل نام قاضی عبد الجلیل ہے۔ وہ سندھ کے شہر روہڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی اور پھر نواب شاہ سے بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے اکنامکس اور تاریخ کے مضامین میں ماسٹرز کیے۔ سندھی اور انگریزی زبان میں افسانے، ڈرامے، مضامین اور کالم لکھ کر شہرت حاصل کی۔ اب تک ان کی بیس کتابیں شایع ہو چکی ہیں۔

امر جلیل نے اپنی کہانیوں میں معاشرتی ناہمواریوں کی نشان دہی کی ہے۔ انھوں نے زمینداروں، وڈیروں اور جعلی پیروں کو افسانوی انداز میں پیش کیا۔ امر جلیل نے ہمیشہ جمہوریت کے حق میں اور آمریت کے خلاف لکھا۔ سندھی زبان میں ان کے متعدد ناول اور افسانے چھپ چکے ہیں۔ ان کی تحریروں کے تراجم مختلف زبانوں میں کیے گئے ہیں۔

ان کے افسانوی مجموعوں میں ''دل جی دنیا''، ''جڈھن مان نہ ھوندس''، ''تاریخ کا کفن'' وغیرہ شامل ہیں۔ وہ بہت سے پاکستانی اور عالمی اعزازات اپنے نام کر چکے ہیں جن میں پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ اور کمالِ فن ایوارڈ شامل ہیں۔

امر جلیل کو بچپن ہی سے لکھنے لکھانے کا شوق تھا۔ انھوں نے پہلی کتاب اس وقت لکھی جب ان کی عمر فقط دس سال تھی۔ اس کے علاوہ انھیں کرکٹ کھیلنے کا بڑا شوق تھا۔ چناں چہ وہ ایک عرصہ تک مقامی سطح پر فرسٹ کلاس کرکٹ میں بطور بیٹس مین اور وکٹ کیپر کھیلتے رہے۔

امر جلیل نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز ریڈیو پاکستان کراچی سے کیا جہاں سے ان کا تبادلہ اسلام آباد ہو گیا۔ اسلام آباد میں انھوں نے ملازمت کے علاوہ مختلف تعلیمی اداروں میں کام کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مستقل طور پر کراچی شفٹ ہو گئے مگر پڑھنے لکھنے کا شوق بدستور جاری رہا۔

امر جلیل نہایت محنتی شخص ہیں۔ انھوں نے اپنی ضعیف العمری کا کبھی خیال نہیں کیا اور آج کل بھی پاکستان کے مختلف اخبارات بالخصوص ''ڈان'' اور ''دی نیشن'' میں حالاتِ حاضرہ پر کالم لکھتے ہیں، اس کے علاوہ سندھ ٹیلی ویژن پر بطور اینکر پرسن بھی کام کرتے ہیں۔

شاملِ نصاب افسانہ ''تاریخ کا کفن'' میں امر جلیل نے سماج میں پائی جانے والی طبقاتی تقسیم کا نقشہ کھینچا ہے۔

یہ افسانہ سندھی زبان سے اُردو میں ترجمہ ہوا ہے۔ اس کے مترجم تنگر چنا سندھ کے ممتاز دانش ور، شاعر، ترقی پسند ادیب اور باکمال ترجمہ نگار ہیں اُنھوں نے اُردو، پشتو، سرائیکی اور سندھی ادب کے شہ پارے ترجمہ کر کے قارئین تک پہنچائے ہیں۔

Web version of PECTAA Not for sale

سبق: ۱۱

تاریخ کا کفن

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کو فنِ افسانہ نگاری اور فنِ ترجمہ نگاری سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کو امر جلیل کی علمی، ادبی اور صحافتی خدمات بالخصوص سندھی ادب سے روشناس کرانا۔
- طلبہ پر طبقاتی نظام کی بدصورتی کو آشکار کرنا۔
- طلبہ کے دِلوں میں افلاس اور غربت کے مارے لوگوں کی مدد اور احترام کرنے کا جذبہ پیدا کرنا۔
- طلبہ کو باور کرانا کہ علاقائی ادب کے مطالعہ سے قومی وحدت کو استحکام اور پاکستانی ثقافت میں دل کشی پیدا ہوتی ہے۔

Web version of PECTAA Not for Sale

عید نماز شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے ایک کالا کلوٹا شِیدی، جس کے بال خشک، آنکھیں بنجر، بدن نحیف و نزار اور جس نے کپڑوں کے نام پر چیتھڑے پہنے ہوئے تھے؛ وہ نمازیوں کی آخری صف سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ادھیڑ عمر کا طویل قامت شخص تھا۔ اس کے کندھے صلیب کی طرح سیدھے اور سینہ چوڑا تھا۔ اس کی پشت زندگی کا بوجھ اُٹھاتے، برداشت کرتے کمان بن چکی تھی۔ اس نے لمبی سانس کھینچ کر ایک اُڑتی نگاہ عیدگاہ پر ڈالی۔

پوری عیدگاہ کراچی کے بھانت بھانت کے لوگوں سے اَٹی پڑی تھی۔ قطاریں شمار سے باہر، نمازی بے انداز! کچھ کے کپڑوں کے جوڑے نئے، کچھ کے دُھلے ہوئے، کچھ کے اُجلے! رنگ اتنے سارے کہ جیسے آسمان سے رنگوں کی دھنک زمین پر اُتر آئی ہو۔ عید نماز شروع ہونے میں چند لمحات باقی تھے۔ مولوی صاحب بے حد عقیدت اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ تاریخ اسلامی کے اوراق پلٹ رہے تھے۔ وہ کبھی بانہیں اوپر اٹھا کر تو کبھی نیچے کر کے، آواز کے زیر و بم کے ساتھ، کبھی سیدھے سُبھاؤ تو کبھی سُر میں بولتے ہوئے؛ لوگوں کے جذبہ ایمانی کو بیدار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لوگ مؤدب بیٹھے ہوئے تھے اور دورانِ وعظ کبھی کبھار اونگھ بھی لیتے تھے۔ ان کی نگاہیں اپنے مُصلّوں کے آگے رکھے جُوتوں پر تھیں۔ کچھ جوتے نئے، کچھ پُرانے اور پھٹے ہوئے تھے۔ بُوٹوں، سلیپروں، سینڈلوں اور چپلوں کے تلوے تلووں سے ملے ہوئے تھے اور جائے سجدہ سے انچ بھر دُور رکھے ہوئے تھے۔ جو نمازی اپنے ساتھ سجے سنورے بچے لے آئے تھے، ان کی ایک آنکھ جُوتوں میں تو ایک بچوں میں گڑی ہوئی تھی۔ صحت مند مولوی صاحب، صحت مند آواز میں وعظ کر رہے تھے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے بجائے اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذابِ قبر کی باتیں بتا بتا کر ڈرا رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا کہ جوشِ ایمانی میں لاؤڈ سپیکر پھاڑ ڈالیں گے۔

"اَبے بیٹھ جا!" کنگال قسم کے ایک دُبلے پتلے شخص نے شیدی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا، "کھڑے کیوں ہو؟ بندر یا بھاگ گئی ہے کیا؟"

شیدی نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جھٹکا دے کر، بازو چھڑا کر پچھلی صف سے نکل کر اگلی صف میں کھڑا ہو گیا۔

"اَبے! دُور کر یہ اپنے توے جیسے پاؤں۔ شیدی کو کہنی مارتے ہوئے ایک چڑیا جتنے نوجوان نے کہا: "آدمی ہو کہ تارکول!"

شیدی نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی گردن موڑ کر اُس کی طرف دیکھا۔ وہ اس قطار سے نکل کر اگلی قطار میں کھڑا ہو گیا۔

"اوہو۔۔۔ بڑے احمق ہو تم بھی۔" اُجلے سفید کپڑوں والے ایک شخص نے غصّے میں شیدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "شرم نہیں آئی میرے کورے پاجامے کے پائنچے پر پاؤں رکھتے ہوئے۔"

شیدی کی اُداس آنکھوں میں پُراسرار روشنی اُبھر آئی تھی۔ اس نے اس بپھرے ہوئے شخص کے جملے کو سنا اَن سنا کر دیا۔ وہ قدم بڑھا کر اگلی قطار میں جا کھڑا ہوا۔

"خبردار!" فرشتوں جیسے ایک شخص نے شیدی کی ٹانگ کی چٹکی کاٹتے ہوئے کہا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ! میرا دبئی کا مصلّیٰ میلا کر دیا۔ آدمی ہو کہ ابنِ ابلیس!"

شیدی نے چٹکی کی پروا نہیں کی اور نہ ہی فرشتوں ایسے شخص کے جملے کی۔ اس کی اداس آنکھوں میں پُراسرار روشنی بڑھتی چلی گئی۔ وہ قدم بڑھا کر اگلی قطار میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے او بَن مانس!" ایک نوجوان، جس نے بڑی محنت اور جفاکشی کے بعد اپنی چمکتی پیشانی پر بال سجا رکھے تھے، نے شیدی کو حقارت آمیز لہجہ میں کہا: "چڑیا گھر سے پنجرہ توڑ کر بھاگے ہو کیا؟"

قریب بیٹھے کچھ ایکٹر چھاپ نوجوانوں نے قہقہہ لگایا۔ ایک جھینگے نوجوان نے اداکاروں جیسے لہجے میں کہا: "لگتا ہے کہ افریقہ سے ہجرت کر کے آیا ہے۔"

ایکٹر چھاپ نوجوانوں کی ٹولی نے قہقہہ لگایا۔

ایک ادھیڑ عمر شخص، جو اونگھ رہا تھا، قہقہہ سن کر بیدار ہو گیا۔ اس نے گھٹنوں سے سر نکال کر نوجوانوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اے لڑکو! تیس مار خانی مت دکھاؤ، وعظ سننے دو۔"

"چُپ کر، ابابیل کے بچّے!" ایک نوجوان نے فی البدیہہ جواب دیا۔ وہ شخص اُترا ہوا چہرہ لے کر بیٹھ گیا۔

اس دوران شیدی وہ قطار چھوڑ کر اگلی قطار میں جا کھڑا ہوا۔

"ارے اِدھر آگے کہاں آ رہے ہو؟" چار پانچ آدمیوں نے اسے روک لیا۔ انھوں نے اس کے پھٹے پرانے کپڑوں اور ناتواں بدن کو دیکھ کر کہا: "یہاں شیرینی بٹ رہی ہے کیا؟"

شیدی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی آنکھیں اگلی قطار پر گڑی ہوئی تھیں۔

"پیچھے جاؤ، اے توے کے بھائی! پیچھے جاؤ۔"

"دُور ہٹو۔"

"بھاگ جاؤ۔"

"خبردار جو آگے آئے!"

Web version of PECTAA Not for Sale

شیدی نے انھیں جواب نہیں دیا، نہ ہی گردن موڑ کر ان کی طرف دیکھا۔ پُراسرار روشنی واضح طور پر اس کی آنکھوں میں چمک رہی تھی۔ وہ آگے بڑھ گیا۔ وہ قدم اٹھاتا، چھلانگیں مارتا، نمازیوں کی دو چار قطاریں پھلانگ گیا۔

لوگوں میں کھلبلی مچ گئی۔ جو اونگھ رہے تھے وہ بیدار ہو کر بیٹھ گئے۔ جو بیدار تھے اور کانوں سے وعظ سن رہے تھے اور آنکھوں سے اپنے جُوتوں اور بچّوں کی نگہداشت کر رہے تھے، وہ شترمرغ کی طرح گردنیں پھیر کر شیدی کی طرف دیکھنے لگے۔ انھوں نے جب شور سُنا تو جھپٹ کر اپنے اپنے جُوتے اٹھا لیے اور بچّوں کو کھینچ کر گود میں بٹھا لیا۔

کچھ پُرحشمت، بہادروں اور نڈروں نے شیدی کو قابو میں کر لیا۔

''پکڑنا۔''

''مت چھوڑنا۔''

''خوب مرمت کرنا۔''

شور و غل بڑھ گیا۔ مولوی صاحب نے وعظ بند کر دیا اور منبر کے سب سے اونچے زینے پر چڑھ کر تماشا دیکھنے لگے۔ تمام مخلوق کا دھیان شیدی کی طرف ہو گیا۔

کئی انواع کے لوگ، کئی اقسام کے لہجے، بھانت بھانت کی بولیاں۔۔۔ لیکن مفہوم سب کا ایک جیسا۔۔۔

''چور ہے۔''

''چور نہیں ہے، جیب کترا ہے۔''

''برابر، برابر۔''

''ضرور کسی مومن کی جیب خالی کر لی ہوگی۔''

''شکل سے ہی چور کا پتر دکھائی پڑتا ہے۔''

''جُوتوں کا چور ہے۔''

''قابو کرنا۔''

''پکڑنا۔''

''بھاگنے مت دینا۔''

''جلدی کرنا۔''

''چور ہے۔''

''جیب کترا ہے۔''

''بدمعاش ہے۔''

''مُشٹنڈا ہے۔''

Web version of PECTAA Not for Sale

ایک شخص ہجوم سے راستہ بناتا، ہلّہ بولتا، آگے بڑھ آیا۔ اس کے ہونٹ پتلے اور خشک، آنکھیں بے رونق اور بال اُجڑے ہوئے تھے۔ اس نے لوگوں سے بلند آواز میں کہا: ''میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ چور نہیں نہ ہی جیب کترا اور نہ ہی لفنگا ہے۔ یہ صرف شیدی ہے۔''

جس نیک بندے کا ہاتھ شیدی کی گردن میں تھا، اس نے ایک نگاہ میں نووارد کا جائزہ لیتے ہوئے طنزیہ انداز میں پوچھا: ''اور تم کون ہو؟''

اس نے جواب دیا: ''میں ماموں خاں موچی ہوں۔''

''بھاگ جا، موچی! اِکو جا کر پھٹے پرانے جُوتوں کی مرمت کر۔'' نیک صورت اور نیک سیرت شخص نے کہا: ''ہم خود ہی اس کی خبر لیں گے۔''

ماموں خاں موچی دھکے ٹھڈے کھا کر منظر سے غائب ہو گیا۔

اور پھر بڑی دیر تک بلند آواز میں جملے ایک دوسرے سے اُلجھتے رہے۔۔۔

''مارو، مارو۔''

''ٹھکائی اچھی طرح کرو۔''

''پہلے اس کی تلاشی لو۔''

''نماز میں رخنہ مت ڈالو۔''

''درخت سے باندھ دو۔''

''نماز کے بعد منھ کالا کر کے، گدھے پر بٹھا کر اس کا جلوس نکالا جائے گا۔''

''ٹھیک ہے، یہ بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔''

''اس کے منھ پر کالک کے بجائے چُونے کی سفیدی پھیریں گے۔''

''ہرگز نہیں، چور کا منھ ہمیشہ کالا ہوتا ہے۔''

''اس مسئلہ پر لوگوں سے ووٹ لیا جائے۔''

''ووٹ لینے کا وقت نہیں ہے۔''

لوگ آپس میں بحث مباحثہ کرنے لگے۔ وہ ایک دوسرے سے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ شور و غل بڑھ گیا۔ لوگ شیدی کے حشر کے متعلق کسی ایک فیصلہ پر نہیں پہنچ سکے۔

پہلی قطار میں ملک کی نامی گرامی اور جانی پہچانی شخصیت، ہر دل عزیز، مشہور و معروف جناب محمود صاحب موجود تھے۔ لوگوں کو محمود صاحب کی حفاظت کی فکر لاحق ہو گئی۔ وہ محمود صاحب کے لیے پریشان ہونے لگے۔ ہجوم میں سے کسی نے بلند آواز، چیختے ہوئے کہا: ''کالا شیدی پہلی قطار کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ بد بخت ضرور کسی دشمن ملک کا ایجنٹ ہے، اور محمود صاحب کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔''

اس نئے انکشاف پر لوگ حواس باختہ ہو گئے۔

اچانک شیدی نے چھلانگ لگائی۔ وہ چیتے کی طرح چھال (چھلانگ) مارتا، بڑے بڑے ڈگ بھرتا، لوگوں، مصلّوں، جُوتوں اور چپلوں کی کئی قطاریں پھلانگ گیا۔

پہلی صف میں محمود کے ساتھ شہر کے لائق افسران، صنعت کار، تاجر اور بینکر کندھے سے کندھا ملا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ گردنیں جھکائے اور دوزانو بیٹھے ہوئے تھے اور اخباری فوٹو گرافروں سے تصاویر کھنچوا رہے تھے۔ پہلی صف کے عین عقب میں، محمود صاحب کی حفاظت کے لیے سادہ کپڑوں میں حفاظتی عملہ کے مستعد اور طاقت ور ارکان بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بہ ظاہر نماز پڑھنے اور اللہ کی عظمت کے سامنے سر بہ سجود ہونے آئے تھے لیکن دراصل وہ محمود صاحب کی حفاظت کے لیے وہاں موجود تھے، اور نئی صورتِ حال کے باعث چوکس ہو رہے تھے۔ ان کے نیفوں میں خطرناک اسلحہ چھپا ہوا تھا، اس لیے وہ بیٹھنے میں دشواری محسوس کر رہے تھے۔

شیدی جب اچھلتا، چھلانگیں مارتا، دوسری صف پھلانگ کر پہلی صف کی طرف بڑھنے لگا، تب اسے حفاظتی عملہ کے عقابوں نے جھپٹ کر قابو کر لیا۔ وہ پلک جھپکنے میں ہی اسے لاتیں، ٹھڈے، مکے اور گھونسے مارتے، عیدگاہ سے باہر لے گئے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

لاؤڈ سپیکروں سے مولوی صاحب کی آواز گونجنے لگی۔ وہ دونوں ہاتھ عرش کی طرف اٹھا کر، عاجزی، انکساری کے ساتھ اور مترنم انداز میں اللہ تعالیٰ سے محمود صاحب کی درازیِ عمر کی دعا مانگنے لگے۔

لوگوں کا خیال بدل گیا۔ وہ شیدی کو بھول کر پہلے محمود صاحب کی طویل عمری کی دعائیں اور پھر وعظ سننے لگے۔ انھوں نے اپنے نئے پرانے بوٹ اور چپل سجدہ گاہ سے انچ بھر کی دوری پر رکھے تھے۔

عیدگاہ سے باہر ایک علیحدہ جگہ میں حفاظتی عملہ کے ایک بڑے افسر نے بید کی چھڑی کے پے در پے وار کرتے ہوئے شیدی سے پوچھا، ''بتاؤ، جواب دو۔ تم کس نیت سے پہلی صف کی طرف بڑھ رہے تھے؟''

مکوں، گھونسوں اور تھپڑوں کے سبب شیدی کا پورا چہرہ خوم خون ہو گیا تھا۔ اس کا منھ خون سے بھرا ہوا تھا۔ وہ کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔

''جواب دو۔'' پھر لاتیں اور مکے، چہرے پر گھونسے اور پنڈلیوں پر لانگ بوٹوں کی ٹھوکریں لگیں، ''جواب دو، کس کے ایجنٹ ہو؟ کس نیت سے آگے بڑھ رہے تھے؟''

شیدی کی ناک سے خون کے ریلے بہنے لگے۔ پیٹ اور کوکھ اور پسلیوں پر لاتیں پڑنے کے باعث اس کا جوڑ جوڑ اُکھڑ گیا۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

''پہلی قطار کی طرف کیوں اور کس نیت سے بڑھ رہے تھے؟'' عمل دار نے اسے پیٹ پر لات اور گردن پر مُکا مارتے ہوئے پوچھا ''جواب دو، کس ارادے سے پہلی صف کی طرف بڑھ رہے تھے؟''

شیدی نے خون کی کُلی کر کے، منھ کو پھٹی قمیص کے بازو سے پونچھ لیا۔ اس کے کٹے پھٹے ہونٹ کانپنے لگے۔ اس نے کمزور آواز میں کہا: ''میں پہلی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔''

حفاظتی عملہ کے چاق چوبند جوان شیدی کا جواب سن کر کچھ کچھ پریشان ہو گئے۔ پھر، اس کے خراب حال اور سادہ شکل و صورت دیکھ کر قہقہے لگانے لگے۔ کسی نے کہا: ''ارے! تم پہلی قطار میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو گے؟''

ان میں سے ایک نے زوردار مُکا شیدی کی پیشانی پر ناک کے قریب جمایا اور کہا: ''تم جھوٹ بولتے ہو۔''

پورا ماحول شیدی کی نگاہوں کے سامنے زیر و زبر ہونے لگا۔ اس کی سانس سینہ میں دھڑکنے کے بجائے تڑپنے لگی۔ سانس بند ہونے

Web version of PECTAA Not for Sale.

لگی۔ناک، منھ اور کانوں سے خون رِستا، بہتا رہا۔اس نے شکستہ لہجے میں کہا:"میں پہلی قطار میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

حفاظتی عملہ کے ایک تنومند نوجوان نے شیدی کے سینے پر گھونسے کا بھرپور وار کیا اور پھر اسے گالی دیتے ہوئے کہا:"ڈراما کرتے ہو،سُؤر کے بچے!ہم تمھیں پہچان گئے ہیں۔تم غیر ملکی ایجنٹ ہو۔"

شیدی دُھکا کھا کر پیچھے ہٹ گیا، جا کر دیوار سے لگا۔

"بتاؤ!" پھر لاٹھیاں برسنے لگیں:"بتاؤ، کس کے ایجنٹ ہو؟"

"میں ایجنٹ نہیں ہوں۔" شیدی بُجھنے لگا،اس نے ٹوٹتے بکھرتے ہوئے کہا:"میں پہلی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

"اَبے لنگور!" ایک موٹے تگڑے اہلکار نے اسے تھپڑ مارتے ہوئے کہا،"زندگی بھر کبھی آئینہ دیکھا ہے! چلا ہے پتر پہلی قطار میں نماز پڑھنے!"

شیدی کی سانسوں کا سلسلہ اس کی ناک سے بہتے خون کے سبب ٹوٹنے لگا۔اس نے کہا:"میں پہلی قطار میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

"اَبے اونٹ کے بچّے!" موٹے تگڑے عمل دار نے کہا،"شہر کے معزز لوگ محمود صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے پہلی صف میں موجود ہیں۔تم پہلی صف میں کیسے نماز پڑھو گے؟"

شیدی نے نحیف آواز میں کہا:"میں بھی پہلی صف میں محمود صاحب کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

حفاظتی عملہ کے تنخواہ داروں نے خوب قہقہے لگائے۔ایک نے کہا:"اس کا دماغ ٹھکانے نہیں ہے۔"

"بہروپیا ہے۔" بڑے افسر نے اپنے عملے کو حکم دیتے ہوئے کہا:"اس سے پوچھو کہ یہ کون ہے اور محمود صاحب کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ڈھونگ کیوں کر رہا ہے؟"

پھر جو درگت بنانا ان کے حافظہ میں محفوظ تھا، وہ درگت انھوں نے شیدی کی بنائی۔لاتیں، مکّے اور گھونسے مار مار کر اسے اَدھ مُوا کر دیا۔ شیدی فرش گزیں ہو گیا۔ انھوں نے اسے پھر اٹھا کر کھڑا کر دیا۔اس کے منھ پر پانی کے چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لے آئے۔ شیدی نے خون آلود آنکھیں کھول کر حفاظتی عملہ کی طرف دیکھا۔

چاق چوبند افسر نے اس کے بالوں کو مٹھی میں پکڑتے ہوئے کہا:"بتاؤ،تم کون ہو؟ محمود صاحب کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز کیوں پڑھنا چاہتے ہو؟"

شیدی بجھنے لگا۔ایک لمحہ کے لیے اس کی آنکھوں میں پُراسرار روشنی لوٹ آئی۔اس نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہا:"میں ایاز ہوں۔ میں ایک ہی صف میں کھڑا ہو کر محمود کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔"

(تاریخ کا کفن)

(سندھی سے اُردو ترجمہ:بنگر چنا)

Web version of PECTAA Not for Sale

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں:

(الف) افسانہ نگار نے شیدی کا تعارف کن الفاظ میں بیان کیا ہے؟

(ب) عیدگاہ کا منظر بیان کریں۔

(ج) شیدی کی حمایت کس نے کی اور اس پر لوگوں کا ردِّعمل کیا تھا؟

(د) پہلی صف میں کون لوگ تشریف فرما تھے؟

(ہ) حفاظتی عملے نے شیدی کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

(و) ''مَیں ایاز ہوں۔ مَیں ایک ہی صف میں کھڑا ہو کر محمود کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔'' یہ جملہ علامہ اقبالؒ کے کس شعر کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

(ز) زیرِ مطالعہ سندھی افسانہ کا ترجمہ اُردو زبان میں کس نے کیا؟

۲۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں:

(الف) شیدی کی اُداس آنکھوں میں پُر اسرار ــــــ اُبھر آئی تھی۔

(ب) فرشتوں جیسے ایک شخص نے شیدی کی ٹانگ کی چٹکی کاٹتے ہوئے کہا، ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ! '' میرا ــــــ کا مُصلّٰی مَیلا کر دیا۔

(ج) ماموں خاں موچی دھکے ٹھڈے کھا کر ــــــ سے غائب ہو گیا۔

(د) بدبخت ضرور کسی دشمن ملک کا ــــــ ہے اور محمود صاحب کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

(ہ) پورا ماحول شیدی کی نگاہوں کے سامنے ــــــ ہونے لگا۔

۳۔ دی گئی عبارت کو پڑھیں اور پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیں۔

عہدِ حاضر کا انسان انٹرنیٹ، سمارٹ فونز، کمپیوٹر، ٹیبلٹ اور لیپ ٹاپ کے ذریعے سے پوری دنیا سے جُڑا ہوا ہے۔ دنیا بھر کی معلومات تک اس کی رسائی ممکن ہو چکی ہے۔ وہ پرنٹ میڈیا (Print Media) سے ہاٹ میڈیا (Hot Media) کی طرف رغبت اختیار کر چکا ہے۔ سچ اور جھوٹ سے آلودہ معلومات سوشل میڈیا پر جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیل جاتی ہیں۔ اس صورتِ حال میں معلومات کی حقیقت کو جانچنے کے لیے میڈیا انفارمیشن لٹریسی (MIL) وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کی مدد سے تنقیدی سوچ کی مہارت کو فروغ دے کر معلومات کی جانچ پڑتال اور اس کا تنقیدی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم اپنے نوجوانوں کی تنقیدی سوچ اور بامقصد زندگی کو فروغ دینے کی خواہش رکھتے ہیں تو ان میں غلط خبروں کے بارے میں شعور بیدار کرنا' جعلی خبروں کو بغیر تصدیق کے پھیلانے سے روکنا ہوگا۔ غلط اطلاعات و معلومات معاشرے کے لیے مُضر نتائج کا باعث اور رائے عامہ پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں۔ میڈیا انفارمیشن لٹریسی درحقیقت میڈیا اور معلومات تک مؤثر طریقے سے رسائی کا نام ہے۔ اس کے ذریعے معاشرے میں متنوع نقطۂ نظر کی حوصلہ افزائی' ثقافتی تفہیم اور احترام کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ یورپی اور دیگر

Web version of PECTAA Not for Sale

ترقی یافتہ ممالک میں میڈیا انفارمیشن لٹریسی کو باقاعدہ تعلیمی نصاب میں شامل کیا گیا ہے تاکہ اس بات کا جائزہ لیا جا سکے کہ بچوں میں میڈیا پیغامات کو ڈی کوڈ کرنے اور ڈیجیٹل میڈیا کو ابتدائی اور مؤثر طریقے سے استعمال کرنے کی اہلیت پیدا کی جا چکی ہے۔ ان ممالک میں سکول، کالج اور یونیورسٹی سطح کے نصابات میں اسے بطور مضمون شامل کرنے کے علاوہ میڈیا انفارمیشن لٹریسی کے متعدد منصوبوں کے ذریعے عام شہریوں کو بہتر انداز میں ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کے بارے میں آگاہی دی جا رہی ہے۔

سوالات:

- عہدِ حاضر کا انسان کن نئی ایجادات سے جڑا ہوا ہے؟
- میڈیا انفارمیشن لٹریسی کے بغیر سوشل میڈیا کے منفی پہلو کون سے ہیں؟
- "MIL" کن انگریزی الفاظ کا مخفف ہے؟
- جعلی خبروں کو پھیلنے سے کیسے روکا جا سکتا ہے؟
- ترقی یافتہ ممالک میں میڈیا انفارمیشن لٹریسی کی کیا صورتِ حال ہے؟
- اس عبارت کا مناسب عنوان تجویز کریں۔

۴۔ درج ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے:

چودہ طبق روشن ہونا، کندھا دینا، وارے نیارے ہونا، ہاتھ پسارنا،
مزہ دوبالا ہونا، بے دم ہو جانا، لبوں پر مسکراہٹ کھیلنا

۵۔ درج ذیل الفاظ پر درست اعراب لگائیں:

صلیب، مصلیٰ، قہقہہ، نشست، ارتکاب

۶۔ سبق "تاریخ کا کفن" کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

تلخیص نگاری

کسی عبارت کو کم از کم الفاظ میں اس طرح لکھنا کہ اس عبارت کا تاثر برقرار رہے اور کوئی بات محلِ نظر نہ ہو، تلخیص نگاری کہلاتی ہے۔ تلخیص اصل عبارت کی عموماً ایک تہائی ہوتی ہے مگر عبارت کے اصل نکات ضرور درج کیے جاتے ہیں۔ تلخیص جامع پیراگراف کی صورت میں لکھتے ہیں۔ غیر ضروری تراکیب، مترادفات، تشبیہات سے گریز کیا جاتا ہے۔

۷۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص لکھیں جو متن کا ایک تہائی ہو، موزوں عنوان بھی تجویز کریں:

درختوں کی بہتات ہوا میں موجود آبی بخارات میں اضافے کا باعث بنتی ہے اور بارش کے ذریعے سے فضائی آلودگی کو کم کرنے میں

Web version of PECTAA Not for Sale

اہم کردار انجام دیتی ہے۔اس کے علاوہ درختوں کی وجہ سے زمینی اور صوتی آلودگی بھی کم ہوتی ہے۔وہ علاقے جہاں سیم اور تھور زیادہ ہو، وہاں درخت زمین سے پانی جذب کر کے زیرِ زمین کھاری پانی کی مقدار کو کم کر دیتے ہیں۔اس طرح پانی کی سطح نیچے چلی جاتی ہے اور زمین قابلِ کاشت بن جاتی ہے۔پھل دار درخت اور پھول دار پودے مناظرِ فطرت کو پرکشش بناتے ہیں۔سبزہ مال مویشیوں کی خوراک بنتا ہے۔درختوں کی وجہ سے فرنیچر، ریشم اور گتہ سازی جیسی صنعتیں فروغ پاتی ہیں۔درخت نہ صرف ہمارے بہترین دوست ہیں بلکہ ان پر جیسے بے شمار پرندے گھونسلے بناتے، پرورش پاتے اور چہچہاتے ہیں، اس لیے انھیں بلاوجہ ایندھن کی نذر نہیں کرنا چاہیے۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- سبق "تاریخ کا کفن" کے متن کو غور سے پڑھتے ہوئے مترادف الفاظ کی تراکیب کی نشان دہی کریں اور کاپی پر لکھیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- اساتذہ معاشرے میں پائی جانے والی طبقاتی تفریق کی نشان دہی کریں۔
- علاقائی ادب کی اہمیت بیان کریں اور اس کی نمایاں خصوصیات بتائیں۔
- طلبہ پر قومی اور ملّی وحدت کی اہمیت واضح کریں۔

Web version of PECTAA
Not for Sale